رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستار میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ۶۵)

ہفتہ میں ۲ بار شائع ہوتا ہے

جلد ۳	۱۴ نومبر ۱۹۱۵ء	یک شنبہ	مطابق ۶ محرم ۱۳۳۴ھ	نمبر ۶۱

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس ایدہ اللہ کی طبیعت بیچ میں بسبب حرارت و درد سر ناساز رہی اب بفضل خدا نسبتاً آرام ہے +

ترجمۃ القرآن انگریزی پارہ اول کا قریباً نصف حصہ پریس میں جا چکا ہے باقی بھی اب انشاء اللہ جلدی ہی تیار ہو کر روانہ مدارس کر دیا جائے گا۔ حضرت کا منشاء ہے کہ یہ ترجمہ نومبر کے اندر اندر شائع ہو جائے۔ ترجمہ ہذا کا متن لدھیانہ میں لکھا جا رہا ہے اسکے پہلے پارہ کا ربع ثالث ۹۔ نومبر کی شام تک پورا ہو گیا تھا۔ باقی بھی امروز فردا میں کتابت ہو کے آ جائے گا۔ برادرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اسی غرض سے لدھیانہ گئے ہوئے ہیں +

افسوس کہ عزیز مولوی عبدالحی ۱۱۔ نومبر کو رحلت

۱۴ کو رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر لہ۔ مرحوم کو غسل دیا گیا۔ بعد از مغرب حضرت نے مع جماعت نماز جنازہ پڑھا۔ عشاء کے وقت حضرت خلیفہ اول کے مزار کے پاس دفن کیا گیا (مفصل دیکھو صفحہ ۲)

اخبار احمدیہ

اسلام پور ڈھاکہ (بنگال) سے حکیم بشیر محمد صاحب عبدالمجید نام ایک صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ احمدیت کے بہت قریب آ گئے ہیں ہمدرد اسلام آزاد منش آدمی ہیں حق کے اظہار سے نہیں جھجکتے۔ دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں کامل شرح صدر عطا فرمائے اور خدمت اسلام کا اجر عظیم دے۔ آمین +

انچولی ضلع میرٹھ سے برادرم حکیم عبدالصمد صاحب دہلوی لوگوں کو اکثر سلسلہ کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ ان کا بڑا لڑکا جگر کے عارضہ میں مبتلا ہے۔ احباب دعا کریں خدا شفا بخشے۔ آمین +

ایبٹ آباد سے آیا ہوا ایک خط حضرت کی ڈاک میں ملا جو کسی متعصب ملانے کا لکھا ہوا ہے۔ آپ قادیان کو کادیان لکھتے ہیں۔ اسے تو خیر عناد و تعصب سمجھ لیجئے۔ مگر احمد آخر زمان کی مخالفت کے جوش میں ایسے آپے سے باہر ہوئے کہ املا انشاء کی کچھ سدھ نہیں رہی چنانچہ ایک مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ "مرزا صاحب ہواس باختہ ہو کر پٹھان کوٹ پناہ گزین ہوئے" اور یوں خیر سے عربی دانی کا اتنا زعم ہے کہ اردو خط میں کئی کئی سطریں عربی کی لکھتے چلے جاتے ہیں۔ سچ ہے ان لوگوں کا علم اب اسی مطلب کا رہ گیا ہے کہ حق کو پانے میں حجاب اکبر بنکر مانع ہو۔ لیکن خدا کی شان دیکھو حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ لفظ خلیفۃ المسیح اس دشمن مسیح کے قلم سے بھی نکل ہی گیا۔ حق بر زبان جاری۔ اسے کہتے ہیں +

جہلم میں اخویم مکرم جناب عبدالکریم صاحب احمدی کے ہاں چوری ہو گئی۔ مقدمہ زیر تفتیش ہے احباب دعا کریں کہ مال

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

مسرد قبر ملجائے اور اس تشویش و ابتلا سے چھٹکارا ہو پاکپٹن میں برادر نیاز محمد صاحب کو ایک ہفتہ قبل بشارت ہوئی جس کے مطابق ۵ نومبر کو بروز جمعہ اللہ تعالے نے انہیں فرزند عطا فرمایا۔ حضرت نے اس کا نام عبداللہ تجویز فرمایا۔ خدا تعالے عمر و نیک توفیق دے اور خادم دین بنائے۔

مظفر نگر میں برادر مکرم تجمل حسین صاحب سوداگر کی بڑی صاحبزادی آٹھ دس ماہ سے سخت علیل ہیں۔ بہتیرے علاج معالجے کئے گئے مگر کسی سے مرض میں تخفیف نہیں ہوئی۔ دعا ہی مومن کا بڑا ہتھیار ہے۔ حضرت اقدس کے حضور بھی التجا کی ہے احباب بھی دعا کریں۔

ڈیرہ غازیخان میں اخی منشی نند محمد خان صاحب کی خوشدامن صاحبہ فوت ہو گئیں (انا للہ و انا الیہ راجعون خدا مغفرت فرمائے) جس کا انہیں اور ان کی اولاد کو سخت صدمہ ہے

جالندھر سے ایک احمدی دوست نے پوچھا کہ میر مومن محمد سعید صاحب حیدرآبادی کا ترجمہ آیا حضور کو پسند ہے۔ فرمایا میں نے ترجمہ دیکھا تو نہیں مگر ایک مخلص آدمی کا کیا ہوا ہے۔ امید ہے اچھا ہو گا

اڑیسہ ضلع کٹک کے ٹریننگ سکول میں میاں کالیخان اور محمد قمر علی ہمارے دو احمدی بھائی تعلیم پاتے ہیں ماہ رواں کی ۲۴ تاریخ کو ان کا سالانہ امتحان ہونیوالا ہے ان کی کامیابی کے واسطے دعا کی جائے۔

تونسہ میں بھی ایک عزیز زیر تعلیم ہیں۔ اکثر ہم مدرسہ طلباء ان کے ساتھ تعصب اور مخالفت کا برتاؤ کرتے ہیں اللہ تعالے انہیں مخالفین حق کے شر سے بچائے۔ انہیں تبلیغ کرنے اور احمدیت کا نیک نمونہ بننے کی تڑپ ہے اللہ تعالے توفیق دے۔ احباب بھی دعا کریں۔

لدھیانوی بھائی محمد سردار خان وٹیرنری ڈاکٹر عرصہ سے بیمار ہیں احباب سے درخواست دعا صحت کرتے ہیں

نور محل سے ایک عزیز حضرت اقدس ایدہ اللہ کے حضور ملتجی ہیں کہ دعا فرمائیں خدا تعالے مجھے پکا پابند نماز بنا دے (آمین) مبارک ہیں وہ جو اپنی دینی کمزوریوں کو محسوس اور انکے دور کرنے کی فکر کرتے ہیں برخلاف ان کے جنہیں افضال الٰہی کے لئے تڑپ نہ ہو اور توجہ نہ ہو۔

تمام جماعت احمدیہ غور سے پڑھے

رواج بمقابلۂ شریعت

۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے الفضل میں حضرت امیر المومنین خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ کا جو خطبۂ جمعہ چھپا ہے اسکو غور سے پڑھنا چاہیئے کیونکہ بعض دوستوں کی تحریروں سے ایسا اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ خطبۂ جمعہ غور سے نہیں پڑھا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء میں جب گورنمنٹ نے مسلمانوں سے دریافت کیا کہ تمہارے مقدمات وراثت کا انفصال **رواج** پر ہو یا شریعت پر۔ تو بعض نے لکھوا دیا رواج اور بعض نے شریعت۔ جن لوگوں نے رواج لکھوایا۔ انھوں نے سخت گناہ کیا۔ گورنمنٹ کو انکے متعلق یہ دقت پیش آئی۔ کہ ہر قوم کے رواج الگ الگ ہیں اسلئے مقدمات میں بہت طول ہونے لگا۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے آپکو کسی ذاتی فائدے کیلئے ایک خاص رواج کا پابند قرار دیتا۔ اسلئے اب یہ تجویز حکومت کیطرف سے درپیش ہے کہ گورنمنٹ کا ایک افسر کل قوموں کے رواج لکھے اور اس کتاب کو معتبر قرار دیا جائے اور جو رواجات اسمیں درج ہوں وہ بمنزلہ قانون کے ہو جائیں اور انکے سوا کچھ مسلّم نہو۔ اب اس رواج کے متعلق ہماری جماعت کو یہ دقت درپیش ہے کہ وہ بالعموم شریعت کی تابع ہے مگر بعض یا اکثر ورثاء کے غیر احمدی ہونے کے باعث اس شریعت اسلامیہ پر بالخصوص اس صورت میں کہ مرنے والے نے کوئی وصیت نہ لکھی ہو۔ عمل نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے **حضرت خلیفۂ ثانی** نے فرمایا ہے کہ ہماری جماعت کیلئے یہ موقعہ غنیمت ہے اسوقت وہ لکھوا دیں کہ۔ ہم خواہ کسی قوم یا ذات یا خاندان سے ہوں ہم **احمدی** ہیں اور شریعت کے تابع۔ اور ہمارا عملدرآمد شریعت اسلامیہ ہے۔ پس ہمارے مقدمات شرع کے مطابق فیصل ہوا کریں۔ اور جو مسئلہ اسلام میں مختلف فیہا ہو۔ اسمیں احمدی علماء کی رائے معتبر مانی جائے۔ پس اس مضمون کی تحریر پر دستخط کرواکے یہاں بھجوانے چاہئیں یہ مقصد ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ مذہب میں کوئی دست اندازی کرنا چاہتی ہے۔ اور اسکی روک تھام ضروری ہے۔ بلکہ خدا کے فضل اور گورنمنٹ کی مہربانی سے یہ ایک ایسا موقعہ نکل آیا ہے کہ ہم اپنی دیرینہ آرزو کو پورا کر سکتے ہیں اور جو دقتیں شریعت پر عملدرآمد میں ہمیں پیش آتی ہیں ان کا دفعیہ ہو سکتا ہے ✢

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۵ء

ادب و اطاعت

نہ غلامی ہے نہ منافیٔ توحید

خدائے تعالیٰ جب اپنی لاکھوں کھا مخلوق میں سے ایک شخص کو چنتا ہے تو اس الٰہی انتخاب کا مدعا یہی ہوتا ہے کہ لوگ خود رائی اور بیجا آزادی کے مرضِ مہلک میں مبتلا ہو کر ادھر اُدھر بھٹکتے نہ پھریں بلکہ ایک مرکز سے وابستہ اور ایک سلک میں منسلک رہیں۔ تب ہی وہ احکام ربانی کی تعمیل بھی یکرنگی و ہم آہنگی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ بن سرے اور شتر بے مہار بن کر چاہیں کہ من حیث القوم اپنی عقبےٰ یا دُنیا سنوار سکیں تو یہ ناممکن ہے کیونکہ ایک پورب کو جائیگا تو ایک پچھم کی جانب قدم اٹھائیگا ایک اُتر کا رُخ کریگا تو دوسرا سیدھا دکھن کو ہولے گا۔ پھر جب کہ انہیں فروعی اختلاف اور آزادی رائے کا مادہ تو قدرتاً موجود ہے اسکے ساتھ ہی اگر وہ اصولاً بھی کسی امام مفترض الطاعت کے تابع نہ ہوئے تو انہیں وحدتِ عملی کسی عنوان صورت پذیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اور یہ نہیں تو تمام مصالح ملی برباد ہو جائینگی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جس بے قیدی کی عارضی چمک دمک پر شیفتہ ہو کر شیوۂ اطاعت سے مُنہ موڑا تھا وہ بھی جلدی ہی طرح طرح کی قیود و آفات کے رنگ میں آپ اپنی حقیقت کھول کر انسان کے آگے رکھدیگی اور وہ اچھی طرح جان لے گا کہ جس ایک غلامی سے جان چھپا کر بھاگتا تھا۔ وہ دراصل صدہا قسم کی غلامیوں سے رستگاری کا موجب تھی ÷

فرض کیجئے ایک شخص ہے۔ بڑا فہیم۔ بڑا ذہین۔ بڑا طباع۔ اور بہت ہی ہوشیار۔ مگر اپنے انہی جوہروں کے زعم میں کسی کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ خام کار اس کشمکشِ حیات کے ہولناک بحرِ زخار میں اپنی کشتیٔ مراد کو ساحلِ سلامتی تک لے جا سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ دنیا ہزارہا قسم کی آفات اُلجھنوں اور ابتلاؤں کی جگہ ہے جن کے اسباب و نتائج کا محدود عقلِ انسانی کبھی احاطہ کر نہیں سکتی۔ مگر وہ تو خود بینی و خود رائی کے نشہ میں مخمور ہے پھر کسی دوسرے کی کیوں سُننے لگا؟ ظاہر ہے کہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیگا اور جہل و گمراہی کے تاریک غاروں میں مُنہ کے بل گر گر پڑے گا ÷

انسان کو اپنی زندگی میں اگر وہ کسی آئینِ شائستگی و شرافت کا پابند ہے تو ہوش سنبھالنے سے تا دمِ مرگ ایک دو نہیں دس بیس نہیں بلکہ صدہا موقعے ایسے پیش آتے ہیں کہ امورِ مذہبی یا معاشرتی یا مصالحِ ملکی میں وہ اپنے آپ کو ایک قابلِ اعتماد روشنی و رہنمائی کا محتاج پاتا ہے۔ مگر جب اور کسی کی سُننا اور ماننا اس کا اصول زندگی ہی نہ ہو تو دوسروں کے مشوروں سے خواہ وہ کیسی ہی ہمدردی و دلسوزی سے دئے جائیں۔ وہ کب فائدہ اُٹھائے گا؟ ÷

خدائے تعالےٰ کے برگزیدوں اور ان کے تقویٰ شعار جانشینوں میں چونکہ مادۂ رشد و سعادت اس قدر غالب ہوتا ہے کہ دیگر خلائق پر وہ اس خصوص میں بالیقین فائق ہوتے ہیں اس واسطے ظاہر ہے کہ اول تو تمام متعلقاتِ حیات میں اور خاصکر امورِ معاد میں انکی فہم و فراست زیادہ قرینِ صواب ہوگی اور دوسروں کے لئے باعثِ برکات و لائقِ استفادہ۔ پس جو لوگ ان کا اتباع کرینگے بے شبہ بہت سے خطرات سے بچے رہینگے اور ان کے دینی بلکہ ایک حد تک دنیوی کام بھی بفضل و توفیق ربی بے قید و نافرمان لوگوں کے اعمال سے کہیں بڑھ کر مصالحِ الٰہی کے قریب تر اور مثمر بہ ثمراتِ نیک ہونگے۔ اور یہ صلہ ہوگا ان کے رب کی طرف سے اس بات کا کہ انھوں نے دین و ملت کے بُنیادی امور میں اپنی مرضی و آزادی کو قربان کیا اور خاصانِ خدا کی پیروی کو اپنے نفس پر لازم ÷

نادان ہیں جو شیوہ اطاعت کو غلامی قرار دیتے اور توحید کے خلاف بتلاتے ہیں۔ انھوں نے سمجھا نہیں کہ توحید کہتے کسے ہیں؟ وہ خود روزانہ زندگی کے صدہا معاملات میں معمولی دُنیا داروں کی آراء اور مرضیات کا اتباع کرتے انکی معلومات کو اپنے واسطے دلیلِ راہ بناتے اور بعض اوقات حیوانات لایعقل تک کے آگے ہتھیار ڈالکر سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اپنے نفسِ دنی کے سفلی جذبات اور ناسمجھ بچوں تک کی خواہشات پر اپنی تمام تر عقل و فہم دانشوری و دُور اندیشی کو قربان کر دینا پڑتا ہے۔ اور تو اور جن عورتوں کو وہ خود عام طور پر ناقص الدین سمجھتے ہیں۔ انکی رضا جوئی یا تعمیل فرمائشات کی خاطر دین ہی کی بعض اہم مصالح بے محابا نظر انداز کر دیجاتی ہیں۔ غرض بے شمار باتوں میں سرکش سے سرکش انسان بھی اپنی مرضی کو بالائے طاق رکھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور باوجود یہ جانتے کے کہ میرا طرزِ عمل کسی خاص اصول یا وجہ معقول پر مبنی نہیں اسے اپنے امور معاد میں خلل انداز یا منافیٔ توحید نہیں سمجھتا مگر جب شیرازۂ ملت کا سوال درمیان میں آئے اور دینی معاملات میں اصولی یکرنگی یا خاصانِ خدا کے ادب و احترام کا مسئلہ زیر بحث ہو تو بیجا آزادی اور خلافِ اصول بے قیدی کی تباہ کار خواہش یا پاسِ توحید کا بُت بن کر اس کو سرِ تسلیم خم کرنے سے مانع ہوتی ہے۔ حالانکہ توحید باریؔ کے منافی وہی عقائد و اعمال ہو سکتے ہیں جن میں انسان ماسوی اللہ کو شریک فی الصفات۔ شریک فی الذات یا شریک فی العبادات ٹھہرائے اور اگر یُوں بات بات میں توحید کے بہانے حفظ مراتب کو بھی بالائے طاق رکھ کر شعارِ اطاعت کو شرک اور ابرار و اولیاء اللہ تک کی تقلید کو غلامی سمجھنے لگے تو دینی امور تو ایک طرف معاملات تمدن و معاشرت میں بھی اسے ایک قدم اُٹھانا دشوار ہو گا ÷

بارہا گفتہ ام و بارِ دگر میگویم

بعض احباب کے مضامین ابھی تک انہی فرسودہ بحثوں پر چلے آتے ہیں جنھیں اب قریباً غیر ضروری و بے محل سمجھ کر عمداً ترک کر دیا گیا ہے۔ کیا ہمارے اہل قلم ان مفید مسائل پر قلم نہ اُٹھائینگے جنکی اسوقت زیادہ ضرورت ہے مثلاً اصلاحی تحریکیں۔ تبلیغی حالات اور علمی و اخلاقی مضامین وغیرہ۔ احباب یاد رکھیں کہ دور از کار مضامین آیندہ درج اخبار نہ ہونگے ÷

حقوق و فرائض نسواں سے کیوں غافل رہیں؟

آج کے بہرہ مراسلات میں ایک مضمون اس عنوان سے درج کیا گیا ہے کہ ہماری "عورتیں کیا کر سکتی ہیں؟" درحقیقت یہ مسئلہ احمدی جماعت کے لئے نہایت اہم اور محتاج توجہ ہے۔ یہ وقت خواب غفلت میں پڑے اینڈنے اور خراٹے لینے کا نہیں۔ ہماری نظر بڑی مآل اندیشی و احتیاط کے ساتھ ان تمام ممکن وسائل پر ہونی چاہیئے جو کسی حد تک بھی ہماری اصلاح حال اور دین کی خدمت و اشاعت میں مفید و کارگر ہو سکیں۔ اس میں کسی سچے مسلمان کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلام نے رجال و نساء کے باہمی حقوق و فرائض اس درجہ حکیمانہ اور معقول و معتدل قائم کئے ہیں کہ دیگر مذاہب میں انکی نظیر تلاش کرنا عبث ہے۔ پھر قرآن کریم نے اخلاقی و روحانی ترقیات اور اعمال صالحہ سے نساء المسلمین کو کہیں بھی محروم و مستثنے نہیں کیا۔ پس حیف ہو گا اگر حقیقی اسلام کے دعویدار ہو کر ہم بھی غیر مسلم اقوام یا برائے نام مسلمانوں کی طرح ان حقوق و فرائض سے غافل رہیں۔ اگر خدا کے فضل سے ہم اپنی خواتین کے لئے عمدہ تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام کر سکیں تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ نہ صرف ہمارے امور معاشرت کے لئے ایک اہم ترین سامان عافیت و سبب فلاح پیدا ہو گیا بلکہ دین کی تبلیغ و خدمت اسکے واسطے بھی ہم سے زیادہ تعداد میں ہم کو ایسے مددگار مل گئے جو بہت کچھ ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں اور بالکل مفت۔ ہماری مستورات کے واسطے یہ ضروری نہیں ہے کہ بعض دیگر اقوام کی خواتین کے نقش قدم پر چلکر پہلے رواجی "اعلیٰ تعلیم" پائیں۔ پھر مردانہ جلسوں میں شریک ہوں اور لیکچر سپیچیں دینے لگیں۔ بلکہ ضرورت صرف اتنی ہے۔ کہ ہماری شریف بیبیوں میں اپنی اصلاح و ترقی کا خیال۔ علم دین کا مذاق اور اغراض سلسلہ کے ساتھ سچی ہمدردی و دلچسپی پیدا ہو۔ وہ اپنے گھروں میں بال بچوں کے واسطے۔ محلہ میں ہمسائیوں کے لئے اور گاؤں بستی میں ہموطن مستورات کے لئے۔ قابل تقلید نمونہ اور سلسلہ حقہ کے ساتھ حسن ظن پیدا ہونے کا ذریعہ بنیں۔ ان کے گھر اور انکی شبانہ روز زندگی ہر پہلو سے یہ یاد دلاتی ہو کہ واقع میں سچے مومنوں اور خدا ترس بندوں کے واسطے دو ہی جنتیں ہونگی۔ جب ایک بہشت یہاں جیتے جی دم نقد مل گیا تو بھلا وہاں کیسے نہ ملیگا۔ خدا نے جو فرمایا ہے کہ "ولمن خاف مقام ربه جنتان" تو کیا معاذ اللہ خدا کے وعدے ٹل سکتے ہیں؟ حاشا و کلا؟

یہ سوال واقع میں نہایت توجہ طلب ہے کہ جس قوم کا نصف سے زیادہ حصہ فلاح دنیوی یا نجات اخروی کے اسباب و تدابیر سے بیگانہ و بے تعلق ہے وہ کس طرح اپنے مقصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر سکتی ہے غرض ہماری خواتین کی تعلیم اور اصلاح و ترقی ایسا معاملہ نہیں ہے جسے سرسری سمجھ کر یونہی چھوڑ دیا جائے۔ لہذا ہم نے اس اشاعت میں ایک مضمون محض بطور تحریک و سلسلہ جنبانی ہدیۂ ناظرین کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ جماعت کے تمام صائب الرائے اہل قلم اس طرف متوجہ ہوں اور سستی و بے پروائی کو چھوڑ کر کامل غور و بصیرت کے ساتھ ان امور پر قلم اٹھائیں جو زنانہ تعلیم و تربیت کے معاملہ میں کسی نہ کسی طرح عملاً مفید و کارآمد ہو سکیں۔

ان مضامین کے سلسلہ میں یہ بات بہر حال ملحوظ رہنی چاہیئے کہ احمدی جماعت کا مقصود زنانہ تعلیم سے محض پڑھی لکھی عورتیں پیدا کرنا ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنے گھرانوں کی بڑی بوڑھیوں۔ بہو بیٹیوں اور بچیوں تک کو اسلامی و احمدی نقطۂ نظر سے ایسی عورتیں بنانا مدنظر ہے جو ہر پہلو سے قوم کے لئے مایۂ ناز ہوں۔ گھر کنبہ کی زینت اور اپنے متعلقین کے واسطے موجب سکینت۔ نیز ان کی تعلیم و تربیت کے مسائل میں دوراز کار بلند پروازیوں پر طبع آزمائی کرنے کی مطلق حاجت نہیں ہے۔ بلکہ صرف ان تدابیر پر بحث کی جائے جو:-

(۱) فضولیات و تکلفات سے پاک بالکل سادہ
(۲) کم خرچ بالانشین اور
(۳) بسہولت ممکن العمل

} ہوں

ہم بھی اس بارہ میں وقتاً فوقتاً بعض ضروری امور گزارش کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

یہاں اتنا تو عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ محترم معاصر "احمدی خاتون" کو ان مسائل میں خاص ستعدی و توجہ سے دلچسپی لینی چاہیئے تاکہ مستورات جماعت کے لئے پسندیدہ و سود مند لٹریچر مہیا ہو۔ جماعت کا یہی فرض ہے کہ رسالہ موصوفہ کو مفید و مقبول بناتے میں معزز مدیر کا ہاتھ بٹائیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے جناب اولوالعزم امام المتقین حضرت فضل عمر (ایدہ اللہ) بھی اس نیک تحریک کے تہ دل سے موید ہیں۔

انی مهين من اراد اهانتك

جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نسبت یہ خبر عام طور پر شائع ہوئی اور خود مسلمانوں کیطرف سے یہ چھپا۔ کہ مولوی صاحب کو آریوں سے مباحثہ میں شکست ہوئی۔ تو ہم نے لکھا تھا کہ باوجود اس کے کہ اسلام حق ہے پھر بھی آریوں کے بالمقابل شکست کھانا اسبات کا ثبوت ہے کہ ثناء اللہ اسلام کا قائم مقام نہیں۔ اور چونکہ یہ شخص حضرت مسیح موعودؑ کی اہانت میں ساعی رہتا ہے اس لئے اسے خدا نے اس وحی الٰہی کے ماتحت ذلیل کیا۔ اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا کہ میری ذلت ہونی چاہیئے تھی۔ تو اسبات میں ہوتی جسمیں میں مرزا صاحب کی اہانت کا مرتکب ہوا تھا۔ یہاں تو آپ کو لکھنا چاہیئے تھا کہ آریہ مناظر ذلیل ہوئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی اہانت میں آریہ سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو طریق فیصلہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق ان پر اتمام حجت ہو جاتا ہے۔ جب حضرت صاحب نے صادق کی زندگی میں کاذب کے مرنے کا فیصلہ پیش کیا تو انھوں نے اسپر لکھا کہ یہ طریق فیصلہ مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا منظور کر سکتا ہے اور یہ کہ جو سرکش اور مجرم ہوتے ہیں ان کو مہلت دیجاتی ہے اور انکی عمر لمبی ہوتی ہے۔ آخر اسی طرح ہوا۔ تو بھی مولوی ثناء اللہ صاحب اس نشان سے فائدہ اٹھانے کی بجائے معترض ہوئے۔

اب انھوں نے لکھا تھا کہ آریوں کی اہانت ہونی چاہیئے تھی سو اسکے مطابق انکے یہ طریق فیصلہ منظور کرنے کے بعد ۲۹ اکتوبر کے اہلحدیث میں وہ خود شائع کرتے ہیں۔ کہ پنڈت دھرم ویر صاحب آریہ اپدیشک کو (جو مباحثہ جبلپور میں مناظر تھے) ایک سال قید سخت اور پانسو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی ...

تخفیف جرائم کا عجیب سبب

بقول ٹریبیون علاقہ بہاکی طرف سنگین جرائم کی تعداد میں غیر معمولی طور پر کمی واقع ہوگئی ہے جسکے کوئی اور اسباب ظاہری معلوم نہیں ہوتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جنگ کی وجہ سے کچھ تبدیلیاں مقامی حالات و خیالات میں واقع ہوگئی ہیں۔ ازانجملہ ایک یہ کہ ڈاکوؤں اور دھاڑویوں نے پہلے کی نسبت جرائم سے جان بوجھ کر ہاتھ کھینچ لیا ہے کہ ایسا نہو کہ میدان جنگ میں لڑنے کے لئے بھیجدیئے جائیں جسکی غلط افواہ پچھلے دنوں انہیں کسی طرح پہنچ گئی تھی۔ گو یہ افواہ بے بنیاد ہو لیکن جرائم پیشہ لوگوں پر اس کا اثر اچھا پڑا ہے ✣

ایک نیا علاج

مرض ذیابیطس جیسا خوفناک اور مہلک ہے محتاج بیان نہیں حتیٰ کہ یہ دنیا میں ہزارہا قیمتی جانوں کے اتلاف کا موجب ہو چکا ہے اور اب تک اس کا کوئی تسلی بخش علاج معلوم نہ تھا لیکن حال میں امریکہ کے محققین نے بعض طبی اصول ایسے دریافت کئے ہیں جن سے امید کی جاتی ہے کہ علاج ذیابیطس میں نہایت مفید و کارگر ثابت ہونگے۔ مریض ذیابیطس کی موت کا باعث اصل میں دو باتیں ہوتی ہیں۔ اول تو جسم میں خاص تیزابی مادوں کا پیدا ہو جانا دوسرے ان کا اثر زائل کرنے والے مادوں کا بدن میں نہ رہنا۔ لیکن اس جدید تحقیقات میں پتہ لگا ہے کہ سوڈیم بائیکاربونیٹ اور معمولی نمک کے استعمال سے یہ دونوں خرابیاں رفع ہو سکتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ طریق علاج تجربہ سے بھی مفید ثابت ہو چکا ہے ✣

رشوت ستانی کے اسباب

ہز آنر لاٹ صاحب بہادر پنجاب (بالقابہ) نے حال میں لوگوں کو انسداد رشوت ستانی کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا تھا کہ پبلک کو اس معاملہ میں مشترکہ کوشش کرنی چاہئے۔ اخباری حلقوں میں اس کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ عوام اسکے ذمہ وار ہیں۔ کوئی حکام پر سارا الزام رکھتا ہے کوئی محض قانونی پیچیدگیوں کو رشوت ستانی کا سبب اصلی ٹھہراتا ہے لیکن غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مصیبت کی اکیلی وجہ نہ تو قانونی ایچ پیچ ہیں نہ حکام کی غفلت نہ عوام کی غلطی۔ بلکہ کم و بیش ان سب کا دخل ہے اور اصل میں تقویٰ پرہیزگاری اور خداترسی کے نہونے سے اس قسم کی تمام خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جب تک لوگوں میں صحیح عقائد مذہبی راسخ نہوں اور عملی دینداری و نیک کرداری کے طریقوں کو حاکم و محکوم یکساں عزیز نہ رکھیں ایک رشوت ستانی کیا بہت سی تمدنی بدعنوانیوں کا سدباب مشکل ہے ✣

دولاکھ کا عطیہ

بمبئی میں ایک میڈیکل کالج پہلے سے موجود ہے۔ پھر بھی ایک مقامی فرم کیطرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وہاں ایک اور میڈیکل انسٹی ٹیوشن قائم کرنے کے لئے دولاکھ روپیہ دیا جائے گا۔ مجوزہ کالج کا انتظام اور عمارتوں وغیرہ کا اہتمام کارپوریشن کریگی اور تعلیم بمبئی یونیورسٹی کے مطابق دیجائیگی کالج کا نام معطیوں کے نام پر رکھینگے۔ پروفیسروں وغیرہ سے متعلق یہ شرط ضروری قرار دیگئی ہے کہ اس کے سٹاف میں صرف وہ لوگ تعینات کئے جائیں جو ملازم سرکاری نہوں۔ یہ کار خیر اور ایسی ہمدردان ملک کی فیاضی بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ مگر کاش کہ جس طرح اہل وطن کی جسمانی ضروریات پر توجہ کی جاتی ہے اتنی ہی انکی **اخلاقی و روحانی** اصلاح حال کا بھی کسی کو فکر ہو جسکی کسمپرسی کے سبب آج ایک دنیا طرح طرح کی آفات و مصائب کا شکار ہو رہی ہے ✣

صاحب وزیر ہند کی نصیحت

انڈین سول سروس کے پچاس جدید عہدیداران کو ہندوستان روانہ ہونے سے پہلے صاحب وزیر ہند نے انڈیا آفیس میں چند قابل قدر ہدایات دیں آپ نے فرمایا کہ اسوقت قومی عزت آپ ہی لوگوں کے ہاتھ ہے۔ آپ ایسے زمانہ میں ہندوستان جارہے ہیں جبکہ اسکی نسبت تمام قلمرو میں ہمدردی و دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اور وہ ملک ہمارے ہی عطا کردہ حقوق کو ترقی دینے کا متلاشی ہے۔ آپکے پیشرو حکومت سے کام لیتے تھے مگر آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نرمی و صلاحیت سے کام لینا چاہیئے۔ وغیرہ"۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ نصائح بڑی معاملہ فہمی و مآل اندیشی پر مبنی ہیں۔ اور امید ہے کہ نہ صرف نئے ممبران سول سروس بلکہ سابق عمال حکومت بھی انھیں حتی الوسع ملحوظ رکھینگے۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ تمام طبقات رعایا اپنی اپنی جگہ پر بیگانگی و غیریت کو ایک دم خیرباد کہدیں۔ اور حکام کی رفق و مروت کے جواب میں بیش از بیش وفاداری و ہواخواہی کا ثبوت دیں کسی ملک کے قیام امن و انتظام کا اس سے بڑھ کر ذریعہ ہو نہیں سکتا کہ حاکم و محکوم ہردو فریق باہم دگر حقوق و فرائض کو پوری پوری یکجہتی سے ملحوظ رکھیں دیگر ممالک و اقوام آج انواع و اقسام کی سیاسی مصائب میں مبتلا ہیں مگر ہند اور اہل ہند کی فلاح و عافیت اسی میں ہے کہ دولت عظمیٰ برطانیہ کی سچے دل سے خیر منائیں اور فرمانرواؤں کا ہر آڑے بھیڑ میں ہاتھ بٹائیں ✣

دردبھرے خطوط

ایک مظلوم بھائی حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں "وہ پیارے آقا اب تو بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ جان و مال دونوں خطرہ میں ہیں۔ دشمنوں نے طرح طرح سے ستانے پر کمر باندھ رکھی ہے۔ انہیں سے ایک کہتا ہے کہ "جبتک زندہ ہوں چین سے نہیں بیٹھنے دونگا"

ہمارے غریب بھائیوں کیطرف سے حضرت کی خدمت میں ایسے جو عریضے بغرض دعا اکثر آتے رہتے ہیں اُن سے یہی خیال ہوتا ہے کہ مخالفین کے مظالم جور وزبروز ترقی پر ہیں تو شائد اعداء کی شرارت کا جام لبریز ہونے کو ہے اور غیرت الہٰی کچھ دکھایا چاہتی ہے۔ پس احمدی احباب کو چاہیئے کہ نصرت الہٰی کی توقع پر مردانہ وار صبر و استقامت سے کام لیں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ انعام وہی پاتے ہیں جو امتحان میں پاس ہوں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کا وقت ہے۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب

ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا وثبت اقدامنا وانصرنا علے القوم الکافرین

آمین

عورتیں کیا کرسکتی ہیں؟

دینی معاملات اور قومی ضروریات کا کوئی اہم سوال پیش ہو اور کسی ہوشمند شوہر کو یہ خیال آجائے کہ اپنی بی بی کو اور اس کی مدد سے دیگر اہل بیت کو بھی اپنے تفکرات و خیالات میں شریکِ حال کرے تو اکثر خواتین جنہیں نہ علم ہوتا ہے نہ امور دین و دنیا کی سوجھ بوجھ۔ یہ کہکر ٹالدیا کرتی ہیں کہ ہم عورت ذات ہیں۔ گھر کی چار دیواری میں بند اور بال بچون کی مکروہات میں مبتلا۔ ہم سے کیا ہو سکتا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو انکا یہ عذر ایک حد تک سچا بھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ نے اپنی لا انتہا بخشائشون میں رجال کے بالمقابل نسا کیساتھ کوئی بخل روا نہیں رکھا۔ کیا قوائے جسمانی و دماغی عورتون میں نہیں ہوتے؟ کیا وہ روح جو نسل انسانی کے اشرف المخلوقات ہونے کی دلیل مانی گئی ہے مستورات کو عطا نہیں ہوئی؟ کیا تعلیم و تربیت کے سودمند و بابرکت اثرات دنیا کی اس نصف سے زیادہ آبادی کے حقمین کالعدم ثابت ہو چکے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

پھر یہ کون کہتا ہے کہ عورتیں سارے کام بالکل مردون کے سے کر دکھلائیں علم و ہنر کے تمام کمالات جو مردونمین پیدا ہو سکتے ہیں وہی بلا کم و کاست جنس لطیف کیواسطے بھی لازمی ہیں۔ نہیں بلکہ بہت سے کام تو دنیا میں ایسے ہیں کہ ان میں عورات کے لئے اگر دستگاہ حاصل کرنا محال یا دقت طلب ہے تو دخل دینا بھی کبھی ایسا ضروری نہیں سمجھا گیا کہ بغیر انکے ہمارے کاروبار ہی اٹک جائیں۔

لیکن امور خانہ داری مین تنظم و ترتیب۔ بال بچون کی احسن طریق سے غور و پرداخت۔ انمین دینداری۔ نیک چلنی۔ خوش خلقی اور معقولیت کی روح پھونکنا۔ گھرون کو بلحاظ صفائی و سلیقہ اور دیگر اسباب عافیت کے سچے سکھ کا ذریعہ بنانا۔ زن و شوہر کا باہمی حسن سلوک اور متفرق امور ضروریہ کی عام نگرانی وغیرہ وغیرہ کم از کم یہ باتین تو بالیقین ایسی ہین جن میں ہماری گھرون کی بیٹھنے والی بیبیان نہ صرف دخل دے سکتی ہیں بلکہ انکے ایک بڑے حصہ کا بار بڑی عمدگی و آسانی سے اپنے ذمہ لے سکتی اور مردوں سے زیادہ اس کا انصرام کر سکتی ہین۔

ہمنے مانا کہ تحصیل علم ہر مرد اور ہر عورت کیواسطے بموجب ارشاد نبوی ایک فریضہ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ہماری عورتون کو اگر علم و ہنر سیکھنے کا شوق ہو تو وہ صرف کتابی ذوق ہی کے لئے وقف ہو جائیں۔ علم کو علم کی خاطر پڑھنا بھی ضرور ایک اعلیٰ درجہ کا اور شریف مقصود ہے لیکن اگر اس علم کا ہماری عملی زندگی پر کوئی بابرکت و مستحسن اثر نہ پڑا تو ایسی تحصیل کس کام کی؟

مثل مشہور ہے کہ ایک من علم کو دس من تجربہ چاہیئے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجربہ اور کام کی دنیا مین بڑی قدر و قیمت ہے۔ اگر کوئی شخص (مرد یا عورت) ذی علم ہو کر جاہلون کے سے کام کرے یا اس کی حرکات سکنات میں بدتمیزی بیہودگی پھوہڑپنا پایا جائے یا اس کے امور خانہ داری اور دوسرون کے ساتھ تعلقات و معاملات میں خوش اسلوبی دانشمندی اور نیک داری عیاں نہ ہوتی ہو تو عاقبت کا معاملہ تو الگ رہا۔ خدا جانے وہاں اسکو کیا پیش آئے۔ مگر اس چند روزہ زندگی میں بھی بتلاؤ کہ علم نے اسکو کیا فائدہ دیا اور دوسرون کو اس سے کیا فیض پہنچا؟

کیا ہماری بیبیان۔ ماں بہنین اور بہو بیٹیان اپنے گھرون ہی میں بیٹھی بیٹھی اتنا نہیں کر سکتین کہ گھر کے سارے دھندے ان کی عقلمندی دوراندیشی اور خوش نظمی سے ایسے طور پر چلتے رہیں کہ مردون کو جو ان کے شوہر ہون یا باپ بھائی بجز باہر کے تفکرات کے اور کوئی ناگوار و زائد بار نہ اٹھانا پڑے۔ جب وہ گھر میں قدم رکھین تو نہ صرف یہ کہ انکا ہر ایک غم غلط ہو بلکہ اہل و عیال کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنے اور دین و دانش کی باتین بتلانے کا بھی موقعہ ملے۔ اگر عورتین اس قسم کے فرائض اور ضروریات سے بے پروا رہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مردون کو جیسے گھر سے باہر انواع و اقسام کے افکار لاحق ہوتے ہیں ویسے ہی بلکہ ان سے بدتر زندگی سے بیزار کرنیوالے خرخشے گھر مین داخل ہوتے ہی انکے گلے کا ہار ہونگے۔ اور نتیجہ یہ کہ ان تلخیون اور بے لطفیون سے متاثر ہوتے ہوتے آخر کار انکے دینی و دنیاوی سارے مقاصد و مشاغل میں خلل پڑے اور فرق آئے گا۔

اگلے وقتون میں کم و بیش ہر قوم کے اندر بعض بعض خواتین ایسی قابل حوصلہ والی اور باکمال ہو گزری ہیں جن کے نام آج تک بڑے فخر سے لئے جاتے ہیں۔ ان کی ناموری و شہرت بہتون کے لئے غیر تمندانہ تحریک ترقی کا موجب ہو سکتی ہے۔ مگر اس درجہ کے کمالات حاصل کرنا اور دیگر ہمجنسون کے واسطے نمونہ بننا تو بہت دور کی باتین ہیں۔ ہماری مستورات کیواسطے تو فی الحال اتنی بلند پروازیون اور اولوالعزمیون کا نہ موقعہ ہے نہ ضرورت۔ بلکہ زمانہ موجودہ کی اہم ترین احتیاج نسوان یہ ہے کہ انکی موجودہ غفلت جہالت اور نکما پن دور ہو اور ان کا وجود اپنی ذات۔ اپنے مردون اپنے بال بچون ہمسایون۔ اور رشتہ دارون کے لئے سر دست اوسط درجہ کا ہی مفید و بابرکت ثابت ہو سکے۔ یہ مدعا کیونکر حاصل ہو؟ یہ ایک اہم سوال ہے اور ہماری زنانہ تعلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ مردون کی تعلیم مین بعض ابتدائی نقائص رہجانے کے سبب آج تک قسم قسم کی نہایت اندیشناک و نامبارک خرابیان دیکھی جاتی ہیں۔ پس کیا ضرورت نہیں ہے کہ عورتون اور لڑکیون کی تعلیم کے متعلق یہ سوال بہت جلد حل کیا جائے خصوصاً احمدی جماعت میں اس پر غور ہونے کی اس لئے زیادہ ضرورت ہے کہ دیگر اقوام کا مقصود حیات اور قبلہ حاجات تو فقط اغراض دنیوی ہین مگر ہمارے ہان دین کی تبلیغ و خدمت بھی ایک نہایت اہم مدعائے زندگی ہے جس میں عورتون کے تعلیم و تربیت یافتہ ہونے سے بڑی مدد مل سکتی ہے اگر خدا چاہے۔

راقم خاکسار ۔ ا ۔ ح

مصنف خیالات دربارہ مستورات و رفیق زوجین۔

الفضل کے مضامین

آیندہ انشاءاللہ بڑے بڑے مفید و ضروری مسائل پر ہوا کرینگے۔ احباب توسیع اشاعت کیطرف توجہ فرمائیں۔ (مینیجر)

دعوت الی الخیر

ایک آریہ ڈاکٹر سے احمدی مبلغ کی گفتگو

میں جمالپور سٹیشن میں کلکتہ کو جانیوالی گاڑی پر سوار ہوا۔ انٹر کلاس تعلیم یافتہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا گاڑی جب ٹنل (پہاڑی سرنگ) سے نکل گئی تو ایک ہندو وکیل صاحب نے ایک فیشنبل شخص سے پوچھا۔ یہ بیج کیسا آپکے سینہ پر لگا ہوا ہے؟ جواب ملا کہ یہ سماج کا بیج ہے وکیل صاحب نے پوچھا۔ سماج کا جواب ملا گنیشن گنج لکھنؤ سماج کا۔ وکیل صاحب نے کہا کہ گنیشن گنج تو جگہ کا نام ہے۔ میں یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتا ہوں کہ کیا یہ کوئی مذہبی بیج ہے؟ آخر شخص مذکور نے وکیل صاحب کو بتایا کہ یہ آریہ سماج کا بیج ہے۔ وکیل صاحب نے ہاتھ میں لیکر دیکھا تو اوم لکھا ہوا تھا پھر اسکو واپس کر کے خاموش ہو گئے گاڑی میں ہر شخص ایک دوسرے سے باتیں کر رہا تھا۔ میں تنہا خاموش تھا مجھکو خوشی ہوئی ایک آریہ مہاشے سے اس سفر میں ملاقات ہو گئی اور میں نے انکے ساتھ گفتگو شروع کر دی دریافت پر معلوم ہوا کہ آپ کا نام شمبو نرائن پی۔ ایچ۔ ایل ایم ہے۔ آپ لکھنؤ میں پریکٹس کرتے ہیں اور اپنے کسی رشتہ دار سے ملاقات کے لئے بھاگلپور جا رہے ہیں ہم دونوں میں مذہبی گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وکیل صاحب نے جب ہم دونوں کو گفتگو میں سرگرم دیکھا تو سارے کمپارٹمنٹ کے لوگوں کو پکار کر کہدیا کہ دیکھئے صاحبان ایک قادیانی صاحب اور ایک دیانندی صاحب کا مباحثہ ہو رہا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ سب لوگوں کی نگاہیں ہم لوگوں کی طرف اٹھیں اور لوگ ہمہ تن گوش ہو کر ہم دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ میری دلی تمنا تھی کہ لوگ ہماری باتوں کو سنیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ میں جماعت احمدیہ کا ایک فرد ہوں۔ خدا کی شان یہ تمنا ایک ہندو وکیل نے پوری کر دی؛

آریہ ڈاکٹر صاحب نے جب لوگوں کو مخاطب دیکھا تو بیباکانہ طور پر مجھے کہا کہ کیا آپکے قرآن میں لائی (جھوٹ) نہیں؟

میں۔ ہرگز نہیں۔ قرآن کا تو دعویٰ ہے کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ باطل اس میں کسی طرف سے بھی راہ نہیں پا سکتا۔ ان ہذا القرآن یہدی للتی ہی اقوم۔ بیشک یہ قرآن سیدھی مستحکم۔ مضبوط بات بتاتا ہے اور جھوٹ اور جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قرآن کہتا ہے کہ میں حکمتہ بالغتہ یعنی گنبھیر گیان ہوں" موعظہ یعنی سچا اپدیش ہوں۔ ذکر مبارک" یعنی بہتر اپدیش ہوں۔ الذکر الحکیم یعنی گیان موے اپدیش" ہوں۔ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو اتنے بڑے دعویٰ اور دلائل کے ساتھ اپنے سچ پر قائم ہونیکا اعلان کرتی ہو

ڈاکٹر صاحب آپ لوگ خدا کو مجسم مانتے ہیں؟

میں۔ قرآن تو خدا کی نسبت فرماتا ہے۔ لیس کمثلہ شیء وہ بے مثال ہے۔ لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار۔ اسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا وہ سبھوں کو دیکھتا ہے

ڈاکٹر صاحب۔ آپکے قرآن میں تو لکھا ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے ہاتھ پاؤں ہیں۔ اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا وغیرہ کے لئے ہاتھ پاؤں ہونا ضروری ہے۔

میں۔ استویٰ کے معنے اگر بیٹھنے کے لئے جائیں تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا ہم لوگوں کی طرح ہاتھ پاؤں رکھتا ہے۔ ہر ایک کا بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا اس کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے۔ دیکھئے یہ ریل چل رہی ہے۔ اس کا چلنا ہماری اور آپ کی طرح نہیں۔ گھڑی چلتی ہے۔ بادل چلتا ہے۔ ہوا چلتی ہے کیا یہ سب ہم لوگوں کی طرح پاؤں سے چلتے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ایک کا چلنا اس کی حیثیت کے اعتبار سے جداگانہ ہے۔ اسی طرح بیٹھنا بھی۔ دیوار کا بیٹھنا ایک حیثیت سے ہے آنکھ کا بیٹھ جانا اور حیثیت سے۔ ساہوکار یا مہاجن کا بیٹھ جانا اور حیثیت رکھتا ہے بادشاہ کا تخت پر بیٹھنا اور شان رکھتا ہے۔ آفتاب کے غروب ہونے کو انگریزی میں سن سیٹ (آفتاب بیٹھ گیا) کہتے ہیں جب یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہر ایک کا بیٹھنا اس کی حیثیت اور شان کے اعتبار سے الگ الگ ہے پس خدا چونکہ یکتا اور بے مثل ہے تو اس کا عرش پر بیٹھنا بھی لیس کمثلہ کے مطابق بے مثال ہے؛

اسٹیشن قریب ہونیکی وجہ سے گاڑی نے اپنی آواز دھیمی کر دی اس لئے سبھوں نے ہماری تقریر سنی۔ اور چیزیں کی آواز سے گاڑی گونج اٹھی احمد قادیانی کی جے ہو (خدا کا درود اس پر اور اس کے مطاع اور ان کی اولاد پر ہو) ٹرین بھاگلپور پہنچی ایک ایک کر کے لوگ اترگئے آریہ ڈاکٹر صاحب بھی مجھ سے رخصت ہوئے اور اصرار کے ساتھ مجھسے وعدہ لیا کہ جب کبھی میں لکھنؤ آؤں تو ان سے ضرور ملوں؛

ایک شیعہ صاحب سے ملاقات

۳۔ نومبر کو میں کلکتہ پہونچا۔ اخویم غلام نبی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ کی دوکان پر ایک سیٹھ صاحب سے ملاقات ہوگئی میں نے چاہا کہ ان کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع کر دوں لیکن اخویم غلام نبی صاحب نے سبقت کی اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ان کی زبان تبلیغ حق میں کبھی نہیں رکتی خواہ کوئی بڑے سے بڑا گاہک ہی ان کی دوکان پر کیوں آئے سیٹھ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کا ایک پیر تھا جس پر انکو اور ان کے گھر کے سارے لوگوں کو بہت بڑا اعتقاد تھا پیر صاحب کو مہدی نما اور صاحب باطن ہونے کا دعویٰ تھا۔ پیر صاحب نے کہا کہ میں مہدی کو جانتا ہوں۔ سب نشان پورا ہو گیا ہے۔ تم اپنی ساری جائیداد میرے نام لکھدو تو میں مہدی کا پتہ بتا دونگا سیٹھ صاحب کا بیان ہے کہ ایسی اعلیٰ چیز کے پانے کے لئے میں نے اپنی جائداد اور دوکان کی پرواہ نہ کی اور سب کچھ پیر صاحب کو دیدیا اور رجسٹری کرا دی لیکن افسوس کہ میں نے سخت دھوکہ کھایا بعد کو مجھکو معلوم ہوا کہ پیر صاحب میں طرح طرح کی اخلاقی برائیاں موجود ہیں۔ پیر صاحب کی قابل نفرت حالت دیکھکر میں دنگ ہو گیا اور ناگپور میں دوسری دوکان کھولی۔ پھر میں نے سیٹھ صاحب کو بتایا کہ خدا کی طرف سے آنے والوں کی شناخت کا معیار کیا ہے؟ اور وہ

کس رنگ میں آیا کرتے ہیں۔ اور میں نے سیدنا احمدؑ قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام اور کلام کو پیش کیا سیٹھ صاحب نے ہماری باتوں کو بہت غور و توجہ سے سنا میرا پتہ لیا اور اپنا پتہ لکھا دیا۔ ملا حسن۔ عبدالغنی درس بھائی جیبی شاپ۔ اتواری بازار۔ ناگ پور۔ سی۔ پی۔ اخویم غلام نبی صاحب اور نیز سیٹھ صاحب کی خواہش تھی کہ چند روز کلکتہ میں ٹھہروں۔ چونکہ مجھے ۴ نومبر کو بریسال اخویم ابو الہاشم خانصاحب سے ملنا بہت ضروری تھا۔ اس لئے اسی وقت مجکو وہاں سے روانہ ہونا پڑا۔ بفضلہ تعالیٰ ۴ نومبر کو بریسال پہونچا۔ اگر میں آج نہ پہونچتا تو سخت دقت اٹھانی پڑتی ؛

خاکسار خلیل احمد۔

تبلیغ احمدیت ماریشس میں

ذیل کا خط ایک ایسے دوست کی طرف سے ہے۔ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ سلسلہ حقہ کے مخالف تھے اور ہمارے احمدی برادران ماریشس ان کی معاندانہ کارروائیوں سے نالاں تھے۔ انجمن ترقی اسلام کی طرف سے انکو تبلیغی رسالے وغیرہ بھیجے گئے۔ جنہیں پڑھکر اللہ تعالےٰ نے انہیں شرح صدر اور قبول حق کی توفیق عطا فرمائی فالحمد للہ علی ذالک خدا کی شان وہی عبدل شرافی جو احمدیت کی بیخکنی کے درپے تھے اب بفضلہ ایسے مخلص احمدی بنگئے ہیں کہ انہیں سلسلہ کی ترقی کا تہ دل سے خیال ہے (اللہم زد فزد) جیسا کہ ان کی چٹھی سے ظاہر ہوگا۔ جو بلاکم وکاست بجنسہ درج کیجاتی ہے تاکہ ناظرین کو ماریشس کی اردو کا بھی لطف حاصل ہو سکے۔ جس کا ایک نمونہ پہلے بھی پیش کیا جا چکا ہے ؛

بعد از تسلیمات و تعظیمات واضح رائے عالیہ کہ آپکا مرسولہ کتاب تحفۃ الملوک معہ نیاز نامہ بوقت سعید شرف صدور ہوا نہایت درجہ کی خوشی و خرمی حاصل ہوئی۔ گویا کہ سوختہ باغچے پر آب رحمت برسا اور میوا جات شیریں وایتہ سے کامیابی نصیب ہوئی اور فقط ایک تحفۃ الملوک سے قریب ۳۰۰ اشخاص بمذہب حق مرزا غلام احمدؑ قادیانی رحمت اللہ کا حقہ ثابت و مستقیم ہو چکے ہیں اور زیر دفتر محسوب ہو چکے اور آپ یقین فرمائیگا کہ یہ قائم الایمان ہو گئے ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ میرے پاس کتابیں نہیں ہیں ورنہ کمال درجہ کی ترقی شائع ہو جاتی اب کمترین ملتمس خدمت اقدس ہے کہ بدین خط ہذا کتابیں مذکورہ ارسال فرما دیں تاکہ شب روز دعوت حق مصروف رہے اور ثواب دارین جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب رحمۃ اللہ کو پہونچے۔ کتابوں کے نام خدمت سراپا برکت میں ارسال کرتا ہوں ملاحظہ فرما دیں ؛

براہین احمدیہ کامل۔ حقیقۃ الوحی۔ النبوۃ فی خیر الامت ۱۰ رفع البلاء۔ توضیح مرام۔ معیار الاخیار۔ اربعین ازالہ اوہام کامل۔ کشتی نوح۔ ضرورۃ الامام۔ انجام آتھم۔ یہ کتابیں ضرور بضرور فی الفور روانہ فرما دیں اور پارسل اس پتہ پر ارسال ہو۔ ٹاپو مورسیس موضع روز ہل اسٹیشن ایضاً مولوی حیات اللہ صاحب مدرس مدرسہ منور الاسلام روز ہل لاکر مولا بخش سانچے ملے راقم الحروف خادم مسیح موعود امام مہدی موعود مرزا غلام احمد قادیانی۔ فہرست کتب نیز روانہ فرما دیں

مورخہ ۴ ماہ ذالحجہ ۱۳۳۳ھ

تبلیغ انگلستان میں

اخویم مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب۔ احمدی مشنری

اسلام اپنی تازہ چٹھی میں خبر دیتے ہیں کہ اس ہفتہ میں چار ضروری ملاقاتیں نئے مسلم احباب سے ہوئیں۔ تبلیغی خط و کتابت کے علاوہ چودھری فتح محمدؐ صاحب کا ایک لیکچر بھی ۱۱۔ اکتوبر کو انٹرنیشنل سوسائٹی آف فیلالوجی (بین الاقوامی مجلس محققین علم اللسان) کے ہال میں "ارلی مسلم مشنریز" کے مضمون پر ہوا۔ (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے) اس لیکچر میں مکرمی چودھری صاحب نے ماشاء اللہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی بیان کئے اور بتلایا کہ آنحضرتؐ نے کس طرح پہلے اپنے گھر میں۔ پھر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ کی بستیوں میں اور پھر غیر ممالک کے تاجداروں تک کو خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچایا اور دعوت اسلام دی اس کام میں حضور پر نور کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں کیسی کیسی مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ اور کن کن وجوہات سے لوگوں نے ایک ایسے شخص کی بات کو قبول کیا جو اس وقت میں بالکل بیکس بے سر و سامان تھا۔ اس ضمن میں یہ بھی بتلایا کہ اسلامی جنگیں صرف دفاعی تھیں تلوار کے زور سے دین کو پھیلانے یا لوٹ کھسوٹ مچانے کی غرض سے ..... کوئی غزوات نہیں کئے گئے جب چودھری صاحب لیکچر دے چکے تو دو اور شخصوں نے تقریریں کیں اور ہمارے مکرم مقرر کا شکریہ ادا کیا۔ ان میں سے ایک نے یہ بھی ذکر کیا کہ **اسلامی مشنری بھیجنے کا ہیڈ کوارٹر اس وقت صرف قادیان ہے** اس سے ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ افریقہ میں بھی کوئی مشنری بھیجے وہاں اسلامی ترقی کے لئے بہت زیادہ سہولتیں ہیں۔ اس جلسہ کے پریزیڈنٹ مسٹر یوسف علیخان آئی سی ایس پنشنر تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں قادیان میں ان کے سلسلہ کے سردار سے ملا ہوں۔ سلسلہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور بعد میں چودہری صاحب سے کہا کہ میرا سلام قادیان پہنچا دیں (وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) اس ہفتہ میں مسٹر سوفٹ اور ان کی بیوی کے دستخط شدہ بیعت فارم بھیجے گئے ہیں مسٹر موصوف بڑے جوشیلے آدمی ہیں۔ پرسوں ایک روزانہ اخبار کے چیف ایڈیٹر مقرر ہو کے اسکندریہ گئے ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ انگلستان ہی میں رہینگی۔ والسلام ؛

شرائط بیعت اور فارم بیعت

مع مختصر توضیح عقائد احمدیہ

عربی۔ انگریزی اور اردو میں چھپکر دفتر ترقی اسلام میں طیار ہیں جن احباب کو ضرورت ہو ٹکٹ ڈاک بھیج کر دفتر ترقی اسلام سے طلب فرما دیں۔

شیر علی سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فرمودہ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(مورخہ ۵ نومبر)

اومن کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منہا کذٰلک زین للکٰفرین ما کانوا یعملون (الانعام ۱۴ع ۸)

ایک لطیفہ ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ دنیا میں اندھے زیادہ ہیں یا سوجاکھے؟ وزیر نے کہا اندھے زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہم تو سوجاکھے زیادہ دیکھتے ہیں۔ .... اچھا فہرست بناؤ۔ وزیر ایک جگہ شارع عام پر بیٹھ گیا اور کچھ ایسا کام کرنے لگا جو اس کی شان کے شایان نہ تھا۔ اب جو گذرتا اس سے پوچھتا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ اس کا نام اندھوں میں لکھ لیتا۔ کیونکہ جو کچھ وہ کر رہا تھا۔ وہ تو نظر آرہا تھا۔ عوام تو خیر خود بادشاہ نے بھی یہی سوال کیا اس لئے وزیر نے فہرست میں بادشاہ کا نام سب سے اوپر لکھ لیا۔ یہ قصہ سچ ہے یا سبق دینے کے لئے لطیفہ ہے۔ بہرحال ہے نتیجہ خیز۔ اس آیت میں ایمان سے خالی کا نام مردہ رکھا ہے اور اس رنگ میں دیکھیں تو اکثر ایمان رکھنے کے مدعی مردہ ہی نظر آتے ہیں .... کیونکہ درحقیقت زندگی وہی ہے جس میں فہم و فراست ہو۔ زندگی کے جو منافع ہیں جب تک وہ حاصل نہ ہوں زندگی کیسی اور کیونکر کہلا سکتی ہے اگر ایک سوجاکھا۔ آنکھیں رکھتے ہوئے آنکھوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ گو دنیا کو سوجاکھا ہی نظر آتا ہو مگر ہے وہ اندھا۔ بلکہ اس اندھے سے جو فی الواقعہ بینا نہیں۔ اس کی حالت زیادہ قابل رحم ہے کیونکہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے آنکھوں کے فوائد سے محروم ہے اور یہ بیچارہ تو سرے سے آنکھیں رکھتا ہی نہیں اس لئے اگر یہ فوائد سے محروم ہے تو تعجب یا حیرت کی بات نہیں ایک انسان جسے یقین ہو کہ میں حق پر نہیں۔ اس سے وہ زیادہ قابل رحم ہے جو ناحق پر ہے اور سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں۔ ایسا بیمار جسے یقین ہو کہ میں بیمار ہوں اس کا علاج آسان ہے لیکن جو یہ بھی تسلیم نہ کرتا ہو کہ میں بیمار ہوں بلکہ باوجود بیماری کے اپنے آپکو تندرست سمجھتا ہو اس کا علاج زیادہ مشکل ہے۔ اسی طرح جو لوگ جانتے ہیں کہ ہماری روحانیت مرچکی ہے۔ پھر جان کر مردہ کی حالت میں رہتے ہیں ان سے ان لوگوں کی حالت زیادہ خطرناک ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں حالانکہ وہ مردہ ہیں۔

اس آیت میں مومن اور کافر کو زندہ اور مردہ قرار دیا ہے۔ پھر دوسرا فرق مومن اور کافر میں یہ بتایا ہے کہ مومن نور میں ہے اور کافر اندھیرے میں اومن کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ مردہ اور زندہ اور نور اور اندھیرے والے شخص میں جو نسبت ہے وہی نسبت ہے کافر اور مسلم میں مردہ انسان ہر ایک دنیاوی ضرر سے محفوظ ہے زندہ تکلیف اٹھاتا ہے اگر اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو اسے دکھ پہنچتا ہے۔ مردہ اس قسم کی تکالیف سے بچا ہوا ہے۔ لیکن زندہ اپنے دوستوں کی مدد کر سکتا ہے۔ مردہ اپنے پیاروں کی مدد نہیں کر سکتا اسی طرح نور میں بیٹھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ مجھے یہ ضرر پہنچنے لگا ہے تاریکی میں بیٹھا ہوا یہ نہیں سمجھ سکتا۔ انسان کے دو تعلق ہیں ایک اپنی ذات سے اور ایک دوسروں سے۔ اومن کان میتا میں بتایا ہے کہ مومن کے دونو تعلقات درست ہوتے ہیں۔ وہ ایک زندہ کی طرح اپنی ذات کو بھی ضررون سے بچاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی نفع پہنچاتا ہے اور کافر مردہ کی طرح نہ خود ضرر سے بچ سکتا ہے نہ اپنے عزیزوں کو نفع پہنچا سکتا ہے۔

اب ہر ایک شخص جو ایمان کا دعویدار ہے۔ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ آیا۔ یہ دونو باتیں اس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہیں تو وہ ایک زندہ اور نور میں بیٹھنے والے کی طرح ہے ورنہ مردہ اور تاریکی میں گھرے ہوئے کی مانند ہے۔ اگر اس کے احساسات تیز ہیں۔ کہ اپنے اور دنیا کے لئے نفع رساں ہو اور اچھی اور بری بات کو سمجھ سکے حق و باطل نیکی و بدی میں تمیز کر سکے اور اسے بدیاں ایسی نظر آجاتی ہوں جیسے روشنی میں مختلف رنگوں خصوصًا سفید و سیاہ کو درمیان تمیز ہو سکتی ہے تو بے شک وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ اور اگر وہ ایک مردہ یا اندھیرے میں بیٹھنے والے کی طرح ایسی حالت میں ہے کہ نہ وہ اپنی ذات کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ لوگوں کو تو اسکو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے کہ جس بات کا وہ دعوے کرتا ہے وہ اس میں نہیں۔ وہ سوچے کہ لوگ تو مجھے زندہ اور نور میں سمجھتے ہیں مگر میں مردہ اور اندھیرے میں ہوں بصارت اور بصیرت کی غرض تو نفع و نقصان میں فرق ہے۔ اور انسان کو جو یہ حیوۃ ملی ہے تو اس کی غرض یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے فائدہ حاصل کرکے پھر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ اگر انسان کی طاقت اور نفع رسانی کی خواہش نہیں تو وہ انسان نہیں بلکہ حیوان محض ہے۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو جو مومن اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مامور کے ماننے والے ہیں اس پر بہت زیادہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ واقعہ میں وہ زندہ ہیں اور نور میں ہیں یا صرف زبانی دعوی ہی دعوی ہیں۔ کیا جیسے وہ خدا کے کلام سے زندہ ہوئے فی الواقعہ تاریکی سے نور میں آگئے یا ابھی انکی روحوں میں ظلمات کے اثرات باقی ہیں۔ اور بعض اعضا میں ابھی ویسی ہی مردنی ہے جیسی پہلے تھی فردًا فردًا تو میں نہیں کہتا۔ مگر جماعت کی حیثیت سے میں دیکھتا ہوں کہ ان میں بہت کوتاہی ہے۔ ایک زندہ میں جو احساسات ہونے چاہئیں وہ پورے طور پر ہماری جماعت میں ابھی نظر نہیں آتے ان میں ابھی وہ روح پیدا نہیں ہوئی کہ ایک سرے سے دوسرے تک فرد واحد کا حکم رکھیں انکے لئے ضروری ہے کہ جس طرح زندہ اپنے ایک عضو کی تکلیف محسوس کرتا ہے اسی

طرح وہ اپنے ایک ایک فرد کی تکلیف کا احساس کریں کسی جسم کا ایک حصہ مرجائے تو اسکو پتہ نہیں لگتا چٹکیاں لو تو بھی وہاں خبر نہیں ہوتی۔ لیکن زندہ اعضاء کا یہ نشان ہے کہ ایک حصہ پر کوئی تکلیف ہو تو تمام حصص جسم میں برقی رو کی طرح وہ تکلیف دوڑ جاتی ہے۔ پس میں جماعت میں بھی یہی روح دیکھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی جگہ ایک شخص کو تکلیف ہو تو اس سرے سے اُس سرے تک تمام جماعت اُس تکلیف اس دُکھ کو محسوس کرے۔ گویا جماعت بمنزلہ ایک جسم کے ہو جس میں کوئی روحیں داخل ہیں یا ایک روح ہے جو مختلف جسموں میں ہے۔ دیکھو جسم پر ایک جگہ پھوڑا ہو تو تمام بدن اس تکلیف کو محسوس کر کے تپ میں گرفتار ہو جاتا ہے یہ زندگی اور اتحاد کا نشان ہے پاؤں میں کھجلی ہو تو ہاتھ مدد کو دوڑتا ہے سر پر مار پڑنے لگے۔ اور مقابلہ نہ ہو سکے تو پاؤں لیکر دوڑتے ہیں۔ یہ زندگی کی علامت ہے کہ دل۔ کان۔ آنکھ۔ غرض تمام اعضاء ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتے ہیں پس جماعت کی زندگی کی علامت بھی یہی ہے کہ تمام افراد ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں اگر ہندوستان کے اس سرے پر تکلیف ہو تو چاہیے کہ تمام اطراف عالم میں بجلی کی سی رو دوڑ جائے اور ایک احمدی کے درد کی ٹیس پانچ لاکھ سے زیادہ قلوب پر اثر کرے اگر ایک کو خوشی ہے تو تمام کے تمام خوشی سے بھر جائیں یہ بات ہو تو پھر ہماری جماعت زندہ جماعت ہے۔ نہیں تو جماعت زندہ نہیں اور اگر زندہ ہے تو بیمار ضرور ہے۔

زندگی تو نام ہے حرکت کا احساس کا جس جماعت میں حرکت نہیں احساس نہیں وہ کب حقیقی طور پر زندہ کہلا سکتی ہے میں ایک مجموعی حالت میں یکرنگی اور یکساں جوش ان کے کاموں میں نہیں دیکھتا۔ یہ تو ایسی حالت معلوم ہوتی ہے جیسے بیمار جان کندن کی حالت میں ہو۔ حلق میں پانی یا کوئی دوائی ڈالی گئی اور وہ اٹھ بیٹھا تھوڑی دیر بعد پھر اسی بستر پر گر پڑا۔ کوئی تحریر نکل جائے کوئی لیکچر ہو جائے تو ایک جوش ایک حرکت ایک احساس ایک زندگی کا ظہور ہوتی ہے مگر چند روز بعد پھر ویسے کے ویسے بیکار کے اور محاسب بھی یہی شکایت کرتے ہیں کہ خط لکھتے ہیں تو چندہ بھیجتے ہیں ورنہ بعض پھر خاموش۔ یہ حالت قابل اطمینان نہیں بلکہ خطرے کی حالت ہے۔ کیونکہ بیمار کی ایسی حالت بجائے صحت کے موت کی طرف لیجانے والی ہوتی ہے۔ پس تم میں سے جن کی روحانی زندگی موت کے قریب ہے وہ جلد جلد اپنی حالت بدلیں۔ کام کرنے والے اپنے اندر مستقل طاقت پیدا کریں۔ تاکہ انہیں کسی محرک کی ضرورت نہ رہے۔ تم کو ایسا بننا چاہیئے کہ دشمن بھی بول اٹھے کہ یہ جماعت ایک زندہ جماعت ہے اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت میں زندگی کی روح پھونکی اس نے پانی تو اپنے فضل سے نازل کر دیا جس سے ہم زندہ ہوئے اب اس زندگی کو برقرار رکھنا بھی اسکے فضل پر موقوف ہے۔ ہم میں سے بہت ہیں جن کے حوصلے کمزور ہیں۔ الٰہی ان میں اتنی طاقت پیدا ہو کہ وہ اس پانی کو جذب کرکے سرسبز و شاداب ہوں میں خدا کے حضور میں عرض کرتا ہوں تم بھی کرو کہ وہ آپ ہمیں زندہ کرکے ہم سے وہ کام لے جو اس نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اور اس کام کو جو اسی کا کام ہے پورا کرنے اور نباہنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔ (نوشتہ اکمل)

فہرست نومبائعین

لغایت ۹ نومبر ۱۹۱۵ء

نام	مقام	نام	مقام
غلام محی الدین	شاہپور	اہلیہ صاحبہ محمد عبد الکریم	حیدرآباد دکن
غلام حسین	"	نعمت علی خان	بماسہ
محمد رفیق	جہلم	غلام نبی	ماریشس جزیرہ
عزیز الدین	گورداسپور	دوست محمد خان	"
چوہدری نتھے خان	"	احمد یعقوب	"
امام علی	راولپنڈی	محمد عثمان	"
محمد بشیر احمد	پٹیالہ	باقر علی خان	"
والدہ منشی فخر الدین صاحب ملتانی	"	احمد بہادر خان	"
دین محمد	امرتسر	حسین شریف	"
عبد الرحیم	ماریشس جزیرہ	احمد بخش	ڈیرہ غازیخان
داؤد خان	"	چوہدری یوسف شاہ	لدھیانہ
محمد حسین	"	عبد اللہ	"
عبد اللہ	کھیری	احمد دین	"
چوہدری عبد الکریم خان	پٹیالہ	فضل محمد	"
محمد الدین شاہ	لدھیانہ	خان محمد	"
فضل الٰہی	گجرات	سماۃ زینب	"
دین محمد	گورداسپور	" صغرا فاطمہ	"

میزان ۳۴

(بقیہ اخبار احمدیہ)

پشاور میں غیر احمدیوں کی سینہ زوری

حال کے فساد پشاور کی اصلیت جو اب تک معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ محلہ گل بہار شاہ میں ...... جو مسجد ہے اس کا ملا پچھلے اتوار کے روز اپنے جوش جہالت میں حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان جماعت احمدیہ کو مغلظات سنا رہا تھا اور باواز بلند دشنام دہی کر رہا تھا۔ اس نے احمدیوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکا اور پانی لیجانے پر آمادہ فساد ہو گیا اور سیدوں کی مدد سے پچاس ساٹھ آدمی اپنے ساتھ ٹھہرا لایا جو احمدیوں پر حملہ آور ہوئے اور خدا کی شان اپنے ہی ساتھیوں کی لاٹھیوں سے دو اور ایک مضروب ہوا اور ایک احمدی بھی سخت زخمی ہوا۔ وہ بھی ہسپتال میں ہے۔ اور خود ہی تو احمدیوں پر ظلم کیا پھر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ احمدیوں نے ہمارے ملا کو مارا ہے۔ مزید حالات دریافت ہونے پر شائع کئے جائینگے +

الوجھر سے اخویم مکرم منشی کرم الٰہی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں بفضلہ حتی الوسع تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ لوگوں پر بہت عمدہ اثر ہوا ہے چند ایک تو انشاء اللہ عنقریب آپکی بیعت سے مشرف ہونگے۔ اور بعض میرے ساتھ جلسہ سالانہ پر آنے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول حق کے لئے انکے سینے کھول دے بعض ذی وجاہت اصحاب نے اجراء اخبار الفضل کا منشاء بھی ظاہر فرمایا ہے + ڈیرہ غازی خان سے چودھری نذر محمد صاحب درخواست کرتے ہیں کہ وہ بعض مشکلات میں ہیں۔ ناظرین الفضل انکے لئے دعا فرماویں +

عزیز عبد الحیّ غفرہ اللہ کی وفات

العین تدمع والقلب یحزن وما نقول الا ما یرضی بہ ربنا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ہمارا نہایت ہی پیارا۔ عبدالحی۔ ہماری آنکھوں کا تارا عبدالحی بیس روز کی علالت کے بعد ۱۱ نومبر سنہ ۱۵ء ساڑھے چار بجے وقت عصر کے ہم سے رخصت ہوا۔ انکی وفات حسرت آیات اس نوجوانی میں ہمارے لئے ایک صدمۂ عظیم ہے اللّٰھم اجرنا فی مصیبتنا ۔

مرحوم ۱۵ فروری سنہ ۹۹ء مطابق ۵ شوال سنہ ۱۶ھ کو حضرت اقدس کی اس پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہوا۔ اور لوگوں کے لئے خدا کے نبی کی صداقت کا ایک زبردست نشان بنا۔ وہ پیشگوئی ان الفاظ میں ہے:۔

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر نیند غالب ہوگئی اور میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور انکی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو انھیں کا ہے اور وہ بچہ خوش رنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپ کو وہ لڑکا دیا کہ رنگ میں شکل میں طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور بیوی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ ہے اور پھر میرے دل میں یہ آیت گزری۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عدو الدین کا جواب ہے الخ

(صفحہ ۲۶۔ انوار الاسلام)

جن لوگوں نے عزیز مرحوم کو دیکھا ہے وہ اس پیشگوئی کی حرف بحرف تصدیق کرینگے۔ اگرچہ عمر ۱۶ سال کی تھی۔ مگر باعتبار اپنے اخلاق و عادات و متانت کے اس عزیز نوجوان نے ایسی ترقی کی تھی کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ اور بے اختیار زبان سے نکلتا تھا کہ یہ حضرت نورالدین اعظم کا خلف الرشید انشاء اللہ علم و فضل میں ان کا نام روشن کرنیوالا ہوگا۔ مرحوم انٹرنس کی دسویں جماعت میں پڑھتا تھا اور اسی کلاس کے ہوشیار لڑکوں سے تھا۔ علاوہ اس کے دینی مطالعہ بھی جاری تھا قرآن مجید سورہ نساء تک یاد تھا۔ بخاری۔ مشکوٰۃ بھی دیکھ چکے تھے۔ منطق۔ طب ادب۔ صرف و نحو کی متعدد کتابیں پڑھی تھیں۔ اس کے ہم جماعت اس کے بے تکلف دوست جو احترام اس کا کرتے تھے وہ ثبوت تھا اس بات کا کہ مرحوم کے اخلاق و اطوار کا پایہ کیسا اعلیٰ تھا۔

مرحوم ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۵ء حسب معمول مدرسے گیا وہاں بخار ہوگیا۔ اور شری بھی نکلتی آئی۔ تپ نہایت شدید تھی۔ ایک سو پانچ درجے بلکہ چھ درجے۔ ساتویں روز اسمیں افاقہ ہوا بلکہ یہ سمجھا گیا کہ بخار ٹوٹ گیا۔ مگر بخار ابھی تھا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور دیگر طبیب دوستوں نے علاج میں حتی الامکان کوشش کی۔ اور برف وغیرہ ضروری ادویہ خاص آدمیوں کے ذریعے منگوائی جاتی رہیں۔ بخار تو گھٹ گیا۔ مگر ضعف بڑھتا گیا۔ ایک روز مرحوم نے قبلہ رخ ہوکر کلمہ طیبہ پڑھا حضرت مسیح موعود کے متعلق اپنا ایمان بتایا اور اپنے رضاعی بھائی اور رفیق احمد حسین اور مولوی سرور شاہ صاحب کو بلا کر کچھ وصیت کی۔ مگر اس وقت سب نے کہا۔ کہ اللہ آپ کو شفا بخشے آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ اسکے بعد حالت بدستور رہی اور ۷۔ نومبر کو حضرت خلیفہ ثانی ان کو دار میں لے گئے جیکی مرحوم نے بھی خواہش ظاہر کی تھی۔ تا کہ وہاں دعا کے لئے زیادہ تحریک ہوسکے اور غالباً مرحوم کا یہ خیال بھی تھا کہ میرے یہاں اپنے مکان میں رہنے سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو بار بار آنے میں تکلیف ہوتی ہے اس طرح یہ گھر ہی میں اپنی ہمشیرہ کے پاس رہوں گا۔ حضور بوجہ محبت یہی بات پہلے سے چاہتے تھے۔ ۸۔ نومبر کو بظاہر تو کچھ افاقہ نظر آتا تھا مگر بہ نظر احتیاط حضرت خلیفۃ المسیح نے برادر عبداللہ مہاجر کو لاہور بھیجا۔ تا کہ وہاں سے کوئی قابل ڈاکٹر علاج کیلئے لایا جائے۔ چنانچہ بڑی کوشش و سعی کے بعد لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر ہیرالال صاحب بدھ کے روز ایک بجے تشریف لائے۔ انھوں نے بڑی مہربانی سے ایک سو روپیہ فیس علاوہ سفر خرچ منظور کی۔ موجودہ علاج کو پسند کیا اور ٹائیفڈ (تپ محرقہ ہذیان) بتایا۔ اور یہ کہا کہ معدہ میں بہت خلل ہے۔ انیمہ وغیرہ کیا۔ اور پچکاری کرنے سے نبض ایک حد تک واپس آگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ دوائی اور مرض کی ایک جنگ ہے اگر رات خیریت سے گذر گئی تو صحت کی بہت حد تک امید ہے ایک آدمی ان کے ساتھ گیا تا کہ دوائیاں وغیرہ لیتا آوے۔ مگر افسوس کہ جام زندگی لبریز ہوچکا تھا۔ اور وہ وقت درپیش تھا جس سے بڑے بڑے انبیاء اور اولیاء کو مفر نہیں۔ چار بجکر منٹ پر ہمارا عزیز عالم جاودانی کو سدھارا۔ اللھم اغفر لہ واکرم نزلہ ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی اماں جان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ جس کا ثبوت اس وقت تک انھوں نے محض فضل الٰہی و توفیق ایزدی سے دیا ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں مولٰنا محمد سرور شاہ صاحب سے بھی ہمدردی ہے۔ جنکو نسبت صہری کی وجہ سے دوہرا صدمہ ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ وقت اور تمام اہلبیت نبوی نے بوجہ تعلقات جسمانی و روحانی جو غم محسوس کیا وہ ایک لازمی بات ہے۔ اللہ سب کو اجر بخشے۔ جماعت احمدیہ اس حادثہ جانگزا پر صبر اور دعا سے کام لے۔ کہ ایسی ایسی موتیں ہمارے انتباہ کے لئے ہیں۔ دنیا سرائے فانی ہے جو کچھ ہے عالم جاودانی ہے پس اس ہمیشہ رہنے والے گھر کی آبادی کے لئے اس فرصت چند روزہ میں جو کچھ ہوسکتا ہے کرلو۔ کہ پھر یہ وقت نہیں ملنے کا۔ مرحوم کا جنازہ غائب تمام جماعتوں میں بہ التزام تام پڑھا جائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۔

• **بحیرۂ روم** میں نیویارک کو جاتا ہوا ایک اور جہاز منگل کے دن تارپیڈو سے غرق کیا گیا ۔

جرمن تارپیڈو کشتیوں نے سویڈن کا ایک سٹیمر گرفتار کرلیا ۔

پرشیا (جرمنی) کے ۷۸۳۷۶ آدمی ۲۲۔ اکتوبر سے ۲ نومبر تک مارے گئے اور اب تک کل ۲۰۹۹۴۶۴ ہلاک ہوچکے ہیں ۔

(بقیہ اخبار احمدیہ)

جنازہ غائب. مستری عبدالرحمن صاحب ایک اخلاقی مخلص احمدی تھے. کچھ عرصہ دارالامان کے محکمہ تعمیر میں ملازم رہے اور اپنے فرائض منصبی بڑی دیانت سے ادا کئے پھر دفتر سیکرٹری کے محرر اول رہے. سل سے بیمار ہو کر پہلے یہاں علاج کرتے رہے پھر ان کے والدین انہیں بصرہ لے گئے اور وہیں وفات پائی. انا للہ وانا الیہ راجعون. اللہم اغفرلہ وارحمہ.

وصیت کر چکے تھے ان کا جنازہ یہاں لانے کے لئے تار بھی آچکا تھا اور اس بنا پر یہاں قبر بھی کھدا دی گئی تھی مگر ڈاکٹر صاحب جو ہندو ہیں ان کی مہربانی سے سرٹیفکیٹ نہ مل سکا اور ان کی میت امانتاً بصرہ میں فی الحال دفن ہوئی. مستری صاحب کے والدین نہایت ضعیف العمر ہیں یہی ان کے اکلوتے بیٹے تھے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنات الفردوس میں جگہ بخشے. احباب جنازہ غائب پڑھیں

لاہور میڈیکل سکول کی ملٹری لائن میں ہمارے ایک احمدی بھائی منشی مطلوب خان صاحب داخل ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں دینی و دنیوی دونوں امتحانوں میں کامیاب کرے. احباب بھی دعا کریں.

امرتسر وزیر ہند پریس سے برادر مستری الٰہ بخش صاحب نے حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ ازالہ اوہام حصہ اول طبع سوم صفحہ ۶۰ میں جو یہ عبارت درج ہے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا. حضرت نے اس کا بایں مفہوم جواب لکھایا. اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر احمدیوں کا ہمیں اس لئے کافر کہنا کہ ہم مسیح کے آسمان سے آنے کے منکر ہیں ٹھیک نہیں کیونکہ کفر تو ترک ایمان سے عاید ہوتا ہے. حضرت صاحب نے یہ بات کہیں نہیں لکھی کہ جب مسیح آئے تو اس کے ماننے میں کوئی حرج نہیں.

تازہ خبریں

مشرقی محاذ کے متعلق. لنڈن سے ۱۰. نومبر کی خبر ہے کہ ٹائمز کا جنگی نامہ نگار روسی ہیڈ کوارٹرز سے اعلیٰ درجہ کے معتبر ذرائع کی بنا پر بیان کرتا ہے کہ جنگ کا دوسرا مرحلہ دشمن کا حملہ آخری رک جانے سے طے ہوا. اب تیسرا مرحلہ اسوقت شروع ہوگا جبکہ ہم اسے بھگانے کے لئے آگے بڑھیں گے. ساتھ کے ساتھ ہم جو جارحانہ کارروائی ضرورتاً کرتے رہیں گے وہ گویا تمہید ہوگی اس ضرب عظیم کی جو موسم بہار میں اپنے اتحادیوں سے ملکر غنیم کو لگانی ہے.

سرویہ کے محاذ پر جرمنی و آسٹریا کو موسمی اور مقامی حالات کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے اور ان کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے.

حضور ملک معظم کو اب بفضل خدا آرام ہے. ۱۰ نومبر کو حضور ممدوح نے پریوی کونسل کی صدارت فرمائی.

کناڈا ایطرح خیال ہے کہ جنوبی افریقہ بھی چالیس ہزار کی جمعیت مشرقی افریقہ میں بھیجے گا.

تبریز کے پناہ گزین ارمنوں میں سو موتیں روز ہیضہ سے ہو رہی ہیں.

پرنس آف ویلز بہادر میدان جنگ کو واپس چلے گئے ہیں

سٹریپا کی لڑائی میں روسی جنرل نے غنیم کے (۸۰۰۰) قیدی گرفتار کئے.

دو سٹیمر اور حال میں تارپیڈو سے غرق کئے گئے جنمیں ایک فرنچ تھا. دوسرا اٹالین. اہل جہاز بچا لئے گئے.

۲۵ ہزار عیسائی باشندگان ایسریا جو ایران میں آن کے پناہ گزین ہوئے ہیں انکی مدد کیلئے کینٹربری کے لاٹ پادری صاحب نے مدد کی اپیل کی ہے.

کروپ کے کارخانہ اسلحہ سازی کو اس سال ۳۴ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ کا نفع ہوا. پچھلے سال ۱۸ لاکھ ۹۵ ہزار ہوا تھا.

آسٹریلیا کی گورنمنٹ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ تمام جرمن تجارتی نام اپنے رجسٹر سے خارج کر دے.

چاٹگام کے سیتا کنڈ ہائی سکول میں پراسرار طور پر آگ لگی. ۹ ہزار کا نقصان ہوا. برما کی کان کوئلہ واقع آسنسول میں بھی اندر ہی اندر نہیں معلوم کیونکر آگ لگ گئی

غریب بھائیوں کو سردی کی تکلیف سے بچاؤ

موسم سرما آگیا ہے. دارالامان کے مساکین اور غریب مہاجرین نیز مہمانوں کے لئے لحافوں کی ضرورت ہے جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سال کم از کم ایک سو لحاف تیار کرائے جاویں اور اس کے واسطے احباب میں تحریک کی جاوے کہ زمیندار احباب جن کی کاشت روئی کی ہو وہ لحافوں کے لئے روئی یہاں بھجوا دیں اگر پچاس احباب میں چھ چھ سیر پختہ روئی یہاں بھجوا دیں تو یہ کام بآسانی ہو سکتا ہے اور غیر زمیندار احباب لحافوں کے دیگر اخراجات کے لئے یعنی پارچہ سلائی وغیرہ کے واسطے حسب توفیق چندہ عنداللہ مشکور ہوں والسلام.

خلیفہ رشید الدین محاسب صدر انجمن احمدیہ